© rasailojaraid.com

پروفیسر پریشان خٹک
یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد

شیخ الحدیث مولانا عبد الحقؒ

خوشحال خان خٹک کے افکار کے مرکزی نکتہ "انسانی کردار" کی عملی تعبیر

خوشحال خان خٹک کی شاعری جس ایک کردار میں سمٹ کر ابھری تھی

وہ کردار حضرت مولانا عبد الحق کا تھا

کاش میرے پاس وقت ہوتا تو دل کھول کر حضرت مولانا مرحوم کے بارے میں کچھ لکھ سکتا لیکن آپ جانتے ہیں کہ ذمہ داریاں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ شدید خواہش کے باوجود اپنی پسند کے امور کے لیے چند ساعتوں کا وقت نکالنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے۔ یہ چند سطور محض ثواب میں حصہ دار بننے کے لیے تحریر کر پایا ہوں، جو کہ مولانا مرحوم کی شخصیت کے ہزارویں حصے کی بھی عکاسی نہیں، مگر برگ سبز است تحفۂ درویش۔ اجازت دیجئے خدا حافظ

والسلام آپ کا مخلص (پروفیسر پریشان خٹک

مولانا عبد الحق، اکوڑہ خٹک

اچھی طرح سے یاد بھی نہیں کہ میں آج تک کتنے لوگوں سے ملا کیسے لوگوں سے ملا اور ان سے کس صورت متاثر ہوا۔ اتنا ضرور یاد ہے کہ بہت سے ممالک کے سربراہان مملکت اور سربراہان حکومت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اکثر ممالک کے بڑے بڑے سیاستدانوں کے ساتھ ملنے کا اتفاق ہوا۔ مذہبی علماء اور دانشوروں کی خوشہ چینی کا موقعہ بھی ملا، کن کن لوگوں کا تذکرہ کیا جائے، کہنا صرف یہ چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں گنتی کی محض چند ایک شخصیات نے ہی مجھے متاثر کیا اور میں ان سے مرعوب بھی ہوا باقی سب اپنے جیسے نکلے۔

میں جب نوجوان تھا تو اسے محض اتفاق سمجھیے یا اللہ تعالیٰ کا خاص کرم کہ پشاور یونیورسٹی کی بزرگ ترین شخصیات کے ساتھ بیٹھ کر فیصلے کرنے کا شرف اس لیے حاصل ہو گیا تھا کہ مجھے بہت جلد یونیورسٹی کے ایک شعبے کا سربراہ بنا دیا گیا تھا۔ اکیڈمک کونسل کی میٹنگ ہو رہی تھی دیگر موضوعات کے ساتھ ایک زیر بحث مسئلہ یہ بھی تھا کہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کی سند کو ایم اے کے برابر تسلیم کیا جائے۔ اکیڈمک کونسل کے ایک رکن جو ایک بہت بڑے عالم تھے، اس کی شدید مخالفت کر رہے تھے کہ اتنے میں دروازہ کھلا اور نورانی چہرے کے ساتھ کچھ لوگوں کے جلو میں ایک شخصیت نمودار ہوئی سارے لوگ قطعی بے ساختگی کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور حضرت کو نہایت احترام سے وائس چانسلر پشاور یونیورسٹی کے ساتھ والی نشست پر بٹھایا گیا۔ دو آدمیوں کا برا حال ہوا۔ ایک وہ عالم جو مخالفت کر رہے تھے اور اب بدحواسی کے عالم میں یوں بولنے لگے کہ مجھے ان پر رحم آنے لگا، اب وہ یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ گویا وہ قبل ازیں جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کی سند کے بارے میں رطب اللسان تھے۔ اکیڈمک کونسل کے دوسرے ممبران ان کی بدحواسی سے بہت حد تک محظوظ ہو رہے تھے، کیونکہ وہ ایک عام نہیں بلکہ ایک معتبر شخصیت کے مالک، ایک شعبے کے صدر اور اکیڈمک کونسل کے معزز رکن تھے اور دوسرا خود میں تھا جو آنے والی اس شخصیت کی شخصیت سے اتنا متاثر ہوا کہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس چہرے میں وہ کون سی ایسی بات ہے جسے دیکھتے ہی میرے دل و دماغ اور روح نے فوری طور پر اس کے ولی اللہ ہونے کا اعتراف کر لیا ہے۔ اجلاس میں اطمینان، سکون اور تمکنت کے ساتھ خاموش بیٹھے رہے اور اپنے موقف کی تائید میں ایک لفظ تک نہیں کہا نہ ہی کچھ کہنے کی ضرورت تھی کیونکہ اکیڈمک کونسل کے سارے اراکین نے فیصلہ جامعہ کی سند کو تسلیم کرنے کا دے دیا تھا۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ نہایت ہی سادہ لباس میں ملبوس یہ وہی شخصیت تھی کہ جس کے نام کا میں بچپن سے معترف تھا اور پھر جب میں پشاور یونیورسٹی میں سینئر لیکچرار تھا تو ان کا فرزند محمود الحق حقانی اسلامیہ کالج پشاور میں سائنس کا طالب علم تھا۔ میرے گھر آیا جایا کرتا تھا، مجھے بہت پسند تھا۔ وہ آجکل خود پشاور یونیورسٹی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہے، ایک بات پر اس سے ہمیشہ گفتگو ہوا کرتی تھی آپ کے علاقے میں جاگیردار بھی ہیں، سرمایہ دار بھی، چوٹی کے سیاستدان بھی ہیں اور دانشور بھی، پھر کیا وجہ ہے کہ جب بھی قومی اسمبلی کے انتخاب ہوتے ہیں تو سب آپ کے والد بزرگوار کے مقابلے میں ہار جاتے ہیں۔ جبکہ سننے میں یہ آیا ہے کہ وہ ووٹ مانگنے کے لیے جامعہ کی مسجد سے باہر قدم ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں رکھتے، مگر ووٹ دینے والے انہی کا صندوق بھر دیتے ہیں۔ محمود الحق حقانی اپنی چھوٹی سی خوبصورت داڑھی کے ساتھ جواب میں صرف کھلکھلا کر ہنس دیتے تھے، اس سے آگے کچھ نہیں کہتے تھے، اور آج جب ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک کو خود دیکھنے کا موقعہ ملا تو ساری باتیں یک دم سمجھ میں آگئیں۔

دیوبند کے پرانے طلبہ سے ان کی جوانی کے شب و روز کے بارے میں جب بھی سنا یقین نہیں آتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا تھا۔ مثال کے طور پر جب حضرت وہاں معلم تھے اور ہاسٹل میں قیام پذیر تھے، شب و روز مطالعے میں مصروف رہتے تھے۔ کیونکہ چوٹی کے اساتذہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ مگر طالب علم اپنی نوعمری کی مجبوری کی بنا پر غل و غپاڑہ کرتے تھے ظاہر ہے ایسے شور اور ہنگامے میں ان کے مطالعے کا بہت زیادہ حرج ہوتا تھا، مگر نہ کبھی شکایت کی، نہ سرزنش، نہ کسی کو منع کیا ایک دن کسی نے پوچھ ہی لیا۔ حضرت نے جواب دیا کہ ان نوجوان طلبہ کو اپنی نوعمری کا الاؤنس ملنا چاہیئے۔ میں اپنے مطالعے کی کمی ان کے سونے کے بعد بھی پوری کر سکتا ہوں مگر ان کو شور سے منع کرنا خلاف فطرت سمجھتا ہوں۔ شور کرنا ان کا حق ہے اور برداشت کرنا میرا فرض۔ کون ہوگا جو ایسے استاد کی عظمت کے سامنے دل سے جھک نہ جاتے۔ کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو سروں کو اونچا رکھنے اور دلوں کو جھکانا جانتے تھے، اس لیے جس کا بھی ان سے واسطہ پڑا اس کے ساتھ یہی ہوا۔

میں تو اس پہلی ملاقات کے بعد اتنا گرویدہ ہوا کہ جب بھی غمی یا شادی کے موقع پر ان کے حضور پیش ہونے کا موقعہ ملتا کبھی کوتاہی نہ کرتا ضرور جاتا۔ ایک دن پتہ چلا کہ حضرت کا اپریشن ہوا ہے اور خیبر ٹیچنگ ہسپتال کے فلاں کمرے میں زیر علاج ہیں، میں بھاگا بھاگا وہاں پہنچا غالباً دوپہر کے دو بجے تھے ان کی آنکھ لگ گئی تھی اپریشن تازہ ہوا تھا شاید ڈاکٹروں نے نیند کی دوا دے رکھی تھی۔ میں ان کے کمرے کے باہر کھڑا ہو گیا اور ان کے تیمادار طالب علم مجھے کمرے کے اندر کھینچنے لگے، مجھے طیش آیا اور ان سے پوچھا کہ یہ کونسا طریقہ ہے ایک ضعیف آدمی اتنی سخت تکلیف میں ہے اور ابھی ابھی اس کی آنکھ لگی ہے، آپ مجھے اندر لے جا کر ان کو جگانا چاہتے ہیں کیا میں انہیں اذیت دینے کے لیے آیا ہوں وہ منت سماجت پر اُتر آئے کہ جناب حضرت کا حکم ہے کہ کوئی بھی شخص چاہے جس وقت بھی میری عیادت کو آئے اسے ہرگز مت روکیں، چاہے میں جس حال میں بھی ہوں اندر آنے دینا اور اگر سویا ہوں تو جگا دینا مگر کسی کو مجھ سے ملے بغیر واپس مت جانے دینا۔ میں نے ہاتھ جھٹکا دے کر ان سے چھڑا لیا اور یہ کہہ کر واپس ہونے لگا کہ ان کو نیند سے جگانے کے لیے اور بھی ہزاروں مرید موجود ہیں یہ کام وہی کریں گے، میں اس گناہ میں شریک نہیں ہو سکتا۔ مگر ہسپتال کی سیڑھیوں سے اترتے وقت ذہن بار بار یہ سوچ رہا تھا کہ ہمیں اپنی زندگی میں ایسے بھی انسان دیکھنے کو ملے جن کے متعلق صرف کتابوں میں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت کا جامعہ تو اکوڑہ خٹک میں جی ٹی روڈ کے کنارے ہے مگر رہائش ٹاؤن کے ایسے گنجان آباد علاقے میں تھی جہاں تنگ اور پُرہجوم بازار سے گزر کر پہنچنا کافی دشوار تھا، غالباً ان کی اہلیہ فوت ہوئی تھیں، میں اسلام آباد سے فاتحہ خوانی کے لیے اکوڑہ پہنچا تو دعا کے لیے سیدھا جامعہ کے بالمقابل جی ٹی روڈ پہ ان کے صاحبزادے پروفیسر محمود الحق حقانی کی خوبصورت کوٹھی کا دروازہ کھٹکھٹایا، یقین تھا کہ فاتحہ یہاں پہ ہوگی یا دوسری طرف ان کے بڑے صاحبزادے جناب مولانا سمیع الحق کی کوٹھی پہ، جو جامعہ سے ملحق ہے۔ مگر دونوں کوٹھیاں خالی تھیں۔ جواب یہ ملا کہ حضرت اپنی پرانی رہائش گاہ تشریف رکھتے ہیں۔ بڑی تکلیف سے وہاں پہنچا تو پروفیسر حقانی سے پوچھا آخر یہ فاتحہ خوانی آپ کی کوٹھیوں پہ بھی تو ہو سکتی تھی، آنے والوں کو تنگ گلیوں کے اس عذاب پر گزر کر آنے پر کیوں مجبور کیا گیا ہے وہ حسب عادت مسکرائے اور کہنے لگے کہ حضرت کسی طرح بھی کوٹھیوں میں رہنے کے حق میں نہیں ہیں اور وہ اپنی زندگی اور اپنے معمولات میں ذرا بھر تبدیلی لانے کے قائل نہیں۔ اسی لیے ہمیں وہی کرنا پڑتا ہے جو ان کا حکم ہو۔

میرے پاس وقت نہیں ورنہ جی چاہتا ہے کہ اس نورانی شخصیت کے بارے میں اتنا کچھ لکھوں کہ آج کی اس مادی دنیا میں یہ ثابت کر سکوں کہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے آج کی دنیا میں بھی اسی مقام پہ قائم رہ کر یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ جو عظمت لوگ بڑی بڑی کاروں، کوٹھیوں، جاگیروں کارخانوں، ملوں غرض کہ ہر طرح کی مادہ پرستی میں ڈھونڈتے ہیں اور یہ سب کچھ حاصل کرنے کے باوجود بھی وہ مقام حاصل نہیں کر پاتے جو ان کا مقصود ہوتا ہے، نیک بندے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے نقش قدم پر چلتے ہوتے ان مادہ پرستوں کے بیچ دین اور دنیا دونوں میں اعلیٰ اور ارفع مقام پا لیتے ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتے ہوتے بھی ہماری سمجھ سے بہت بالا ہوتا ہے۔

اور جب میں حضرت کی وفات پر جامعہ کے دالان میں ان کے صاحبزادوں کے بالمقابل بیٹھا دعا کے لیے ہاتھ اٹھا رہا تھا تو مجھے خیال آ رہا تھا کہ یہ وہی گاؤں ہے جس میں خوشحال خان خٹک نے جنم لیا تھا۔ جس کے سارے کلام میں مرکزی نکتہ انسان کا کردار ہے۔ دعا کے ساتھ ساتھ دل میں یہ بات بھی آ رہی تھی کہ تین سو سال بعد خوشحال خان خٹک کی شاعری جس ایک کردار میں سمٹ کر ابھری تھی وہ کردار حضرت مولانا عبدالحق ؒ کا تھا۔ میں ہفتے میں دو بار جب اکوڑہ خٹک سے گزرتا ہوں تو دعا کے لیے ہاتھ بے ساختہ اٹھ جاتے ہیں۔ ساتھ ساتھ یہ بھی سوچتا ہوں کہ وہ کردار ہم میں نہیں رہا اور پھر خود ہی اپنے آپ کو جواب دینے لگتا ہوں کہ

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

© rasailojaraid.com